

## عاشوراء کے روزے کی فضیلت

### عاشوراء کے روزے کی فضیلت

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على نبينا محمد خاتم الانبياء وسيد المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين وبعد

#### عاشوراء کی تاریخ:

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگے: یہ ایک اچھا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنے دشمن سے نجات عطا فرمائی تھی، لہذا موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:

(میں تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کا حقدار ہوں، لہذا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کا خود بھی روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا) صحیح بخاری حدیث نمبر (1865)۔

قولہ: (ہذا یوم صالح) یہ اچھا دن ہے یہ مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں جس کا معنی ہے کہ: یہ عظیم دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا۔

قولہ: (لہذا موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا) مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے: (اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے روزہ رکھا تھا لہذا ہم بھی روزہ رکھتے ہیں)۔

اور بخاری شریف کی روایت میں ہے: (اور ہم اس کی تعظیم کے لیے روزہ رکھتے ہیں)۔

اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل الفاظ کی زیادتی کے ساتھ روایت کی ہے:

(یہ وہ دن ہے جس دن نوح علیہ السلام کی کشتی جودی (پہاڑ کا نام ہے) پر رکی تو نوح علیہ السلام نے شکرانے کا روزہ رکھا)۔

قولہ: (امر بصیامہ) اس کا روزہ رکھنے کا حکم دیا، اور بخاری شریف کی روایت میں یہ بھی ہے کہ: (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو فرمایا: تم موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار ہو لہذا تم روزہ رکھو)۔

یوم عاشوراء کا روزہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ایام جاہلیت میں بھی معروف تھا، اور روزہ رکھا جاتا تھا لہذا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

اہل جاہلیت اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

ہوسکتا ہے کہ وہ اس دن کا روزہ رکھنے میں اپنے سے پہلی کی شریعت کو سندا مانتے ہوں مثلاً ابراہیم علیہ السلام کی شریعت، اور یہ بھی ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہجرت کرنے سے قبل مکہ میں ہی اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے اور جب مدینہ ہجرت کی تو وہاں یہودیوں کو اس دن کا جشن مناتے ہوئے دیکھا تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سبب دریافت کیا تو انہیں وہی جواب دیا گیا جیسا کہ پہلے حدیث میں ذکر ہو چکا ہے، لہذا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عید اور جشن منانے کی مخالفت کرنے کا حکم دیا جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے:

ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودی یوم عاشوراء کو جشن اور عید منایا کرتے تھے (اور مسلم کی روایت میں ہے کہ یہودی یوم عاشوراء کو عید کا تہوار مناتے اور اس کی تعظیم کیا کرتے تھے، اور مسلم کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ: اہل خیبر (یہودی) اس دن عید کا تہوار مناتے اور ان کی عورتیں زیورات اور خوبصورت لباس زیب تن کیا کرتی تھیں) تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(تو تم روزہ رکھا کرو) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یوم عاشوراء کے دن روزہ رکھنے کے حکم کا سبب یہودیوں سے مخالفت کی محبت ہے تاکہ جس دن وہ روزہ نہیں رکھتے اس میں روزہ رکھا جائے کیونکہ عید کے دن روزہ نہیں رکھا جاتا۔ انتہی

صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کلام کی تلخیص ختم ہوئی۔

روزوں کی تشریح اور فرضیت میں عاشوراء کا روزہ ہمدردی کی حیثیت کا حامل ہے، لہذا روزوں کو تین حالتوں میں بدلا گیا، لہذا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مہینہ بھر میں تین روزے اور عاشوراء کا روزہ مقرر کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے روزوں کی فرضیت اس فرمان میں بیان کی:

{تم پر روزے رکھنے فرض کیے گئے ہیں} دیکھیں: احکام القرآن للجصاص جلد نمبر (1)۔

لہذا روزوں کی فرضیت عاشوراء کے روزے سے رمضان المبارک کے روزے کی فرضیت میں منتقل ہوئی، اور اصول فقہ میں بلکہ اور خفیف کو منسوخ کر کے بھاری اور بڑی چیز فرض کرنے کی دلیل بھی یہی ہے۔

اور یوم عاشوراء کے روزے کا وجوب منسوخ ہونے سے قبل یوم عاشوراء کا روزہ رکھنا واجب تھا جس کا ثبوت روزہ رکھنے کا امر ہے پھر اس کی تاکید کی گئی اور پھر اس کی اور بھی زیادہ تاکید اس حکم سے ہوئی کہ مائیں اپنے بچوں کو اس میں دودھ نہ پلائیں، اور مسلم شریف میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ثابت ہے:

جب رمضان المبارک کے روزے فرض کیے گئے تو عاشوراء کا روزہ ترک کر دیا گیا۔ دیکھیں: فتح الباری (247/4) یعنی اس کا وجوب ترک کر دیا گیا اور اس کے روزے کا استیجاب باقی ہے۔

یوم عاشوراء کے روزہ کے فضیلت:

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس یوم عاشوراء کے دن اور اس مہینہ یعنی رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ کسی اور دن کا روزہ رکھ کر فضیلت حاصل کرنے کی کوشش کرتے نہیں دیکھا۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (1867)۔

اور حدیث میں استعمال لفظ (تحریری) کا معنی یہ ہے کہ: ثواب حاصل کرنے کی رغبت رکھتے ہوئے اس کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے میں مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ پچھلے ایک برس کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے) صحیح مسلم حدیث نمبر (1976)۔

لہذا ہم پر یہ اس اللہ رب العزت کا فضل و کرم اور سخاوت ہے کہ صرف ایک دن کے روزے کے بدلے میں ہمارے ایک برس کے گناہ معاف فرمادیتا ہے اور یہ کیوں نہ ہو وہ اللہ رب العزت تو بڑے فضل و کرم والا ہے۔

**یوم عاشوراء کو نسا دن ہے :**

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں عاشوراء اور تاسوعاء یہ دونوں ہی اسم محدود ہیں، اور کتب لغت میں یہی مشہور ہے، ہمارے اصحاب کہتے ہیں، عاشوراء محرم کی دس تاریخ ہے اور تاسوعاء محرم کی نو تاریخ کو کہا جاتا ہے، ہمارا مذہب یہی ہے، اور جمہور علماء کرام کا بھی یہی کہنا ہے، اور احادیث سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے اور لفظ کے اطلاق کا تقاضا بھی یہی ہے اور اہل لغت کے ہاں بھی یہی معروف ہے۔ دیکھیں: المجموع

اور عاشوراء ایک اسلامی نام ہے جس کی پہچان دور جاہلیت میں نہیں تھی۔ دیکھیں: کشف القناع جلد دوم صوم المحرم۔

اور ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

محرم کی دس تاریخ عاشوراء ہے، سعید بن مسیب، حسن رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ :

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشوراء دس محرم کا روزہ رکھنے کا حکم دیا) امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے روایت کیا اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے نو تاریخ کہا۔

اور روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نو محرم کا روزہ رکھتے تھے۔ امام مسلم نے اسی معنی کی روایت کی ہے۔

اور عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے : (نو اور دس تاریخ کا روزہ رکھا کرو اور یہودیوں سے مشابہت اختیار نہ کرو)۔

لہذا جب یہ ثابت ہے تو پھر نو اور دس محرم کا روزہ رکھنا مستحب ہوا، اور اسی لیے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہی بیان کیا ہے اور اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول بھی یہی ہے۔

**عاشوراء کے ساتھ نو محرم کا روزہ رکھنا بھی مستحب ہے :**

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ خود رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کی :

اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کی یہودی اور عیسائی تعظیم کرتے ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے :

لہذا جب اگلا برس آیا تو ہم نے نو محرم کا روزہ رکھا، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اگلا برس آنے سے قبل ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ صحیح مسلم حدیث نمبر)

(1916)۔

امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب اور امام احمد، اسحاق، اور دوسروں کا کہنا ہے کہ: نو اور دس محرم دونوں کا ہی روزہ رکھنے مستحب ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس تاریخ کا روزہ رکھا اور نو تاریخ کے روزہ رکھنے کی نیت فرمائی۔

تو اس بنا پر عاشوراء کے روزہ کے مراتب ہیں اس کا کم از کم مرتبہ یہ ہے کہ صرف عاشوراء کا ہی روزہ رکھا جائے، اور اس سے بڑا اور اونچا مرتبہ یہ ہے کہ دس کے ساتھ نو تاریخ کا بھی روزہ رکھا جائے، اور محرم میں جتنے بھی زیادہ روزے رکھے جائیں گے اتنا ہی بہتر اور افضل ہوگا۔

### نو محرم کو روزہ رکھنے کے استحباب کی حکمت:

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

ہمارے اصحاب وغیرہ علماء کرام نے نو محرم کا روزہ رکھنے کی حکمت ذکر کرتے ہوئے کئی ایک وجوہات ذکر کی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے:

اس سے یہودیوں اور عیسائیوں کی مخالفت مراد ہے کہ وہ صرف دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں، یہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

دوسری: اس سے یوم عاشوراء کے ساتھ روزہ ملانا مراد ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف جمعہ کے دن کا اکیلا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، اسے امام خطابی اور دوسروں نے ذکر کیا ہے۔

تیسری: صرف دس تاریخ کا روزہ رکھنے میں احتیاط ہے کہ کہیں چاند میں کمی نہ ہو، اور اس طرح روزہ صحیح نہ ہو اور غلط ہو جائے تو اس طرح نو تاریخ چاند کے اعتبار سے دس ہو۔ انتہی ان وجوہات میں سب سے قوی یہ ہے کہ اس میں اہل کتاب کی مخالفت ہے، شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ساری احادیث میں اہل کتاب کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے، مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کے بارہ میں فرمایا:

(اگر میں آئندہ برس زندہ رہا تو میں ضرور نو تاریخ کا روزہ رکھوں گا) دیکھیں: الفتاویٰ الکبریٰ جلد نمبر (6) سد الذرائع المفنیۃ الی الحرام۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث (اگر میں آئندہ برس زندہ رہا تو نو تاریخ کا روزہ رکھوں گا) پر تعلقین چڑھاتے ہوئے کہتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نو تاریخ کے روزہ رکھنے کا ارادہ کا معنی یہ نہیں کہ صرف نو تاریخ کے روزے پر ہی اکتفا کیا جائے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ یا تو احتیاطاً دس تاریخ کے ساتھ نو کا بھی روزہ رکھا جائے یا پھر یہودیوں اور عیسائیوں کی مخالفت کی بنا پر، اور راجح بھی یہی ہے اور مسلم شریف کی بعض روایات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ دیکھیں: فتح الباری (245/4)۔

صرف یوم عاشوراء (دس محرم) کا روزہ رکھنے کا حکم:

شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: یوم عاشوراء کا روزہ رکھنا ایک برس کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے اور صرف عاشوراء (دس محرم) کا روزہ رکھنا مکروہ نہیں۔۔۔ دیکھیں: الفتاویٰ الکبریٰ جلد نمبر (5)۔

اور ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: صرف عاشوراء (دس محرم) کا روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ دیکھیں تحفۃ المحتاج باب صوم التطوع جلد نمبر (3)۔

اگر عاشوراء جمعہ کا یا ہفتہ کے دن بھی آئے تو روزہ رکھا جائے گا:

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا اور اس پر اجازت بھی ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر ہفتہ کے دن یوم عاشوراء ہو تو روزہ نہ رکھا جائے، لہذا اس میں یہ دلیل ہے کہ کسی بھی دن یوم عاشوراء آجائے تو روزہ رکھا جائے۔

اور ہمارے ہاں یہ جائز ہے، واللہ اعلم، اگر یہ ثابت بھی ہو (یعنی ہفتہ کے دن روزہ رکھنا منع ہو) تو اس کے روزہ سے اس لیے روکا گیا ہے کہ اس سے اس کی تعظیم نہ کی جائے اور کھانے پینے اور جماع سے رکا جائے جیسا کہ یہودی کیا کرتے تھے، اور جو کوئی اس دن کا روزہ رکھتا ہے اس دن کی تعظیم کے لیے نہیں اور نہ ہی اس لیے کہ جو کچھ یہودی ترک کرنے کی کوشش کرتے تھے اس کی وجہ سے تو پھر یہ مکروہ نہیں۔۔۔ دیکھیں: مشکل الآثار باب صوم یوم السبت جلد نمبر (2)۔

فرضی روزہ کے علاوہ صرف جمعہ یا صرف ہفتہ کا روزہ رکھنے کی ممانعت وارد ہے، لیکن جب اس کے ساتھ کسی دوسرے دن کا روزہ ملا لیا جائے تو یہ ممانعت ختم ہو جاتی ہے، یا پھر مشروع عادت کے موافق ہو جائے مثلاً ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا، یا پھر نذر اور قضاء کا روزہ رکھنا یا شریعت نے اس دن کا روزہ رکھنے کا مطالبہ کا ہو جیسا کہ یوم عرفہ اور یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے کا کہا گیا ہے۔

دیکھیں: تحفۃ المحتاج باب صوم التطوع جلد نمبر (3)، اور کشف القناع باب صوم التطوع جلد دوم۔

اور صاحب المنہج کہتے ہیں: (اور صرف جمعہ کا روزہ رکھنا ممنوع ہے) لیکن اس کے ساتھ دوسرے دن کو ملانے سے یہ کراہت زائل ہو جاتی ہے، جیسا کہ یہ حدیث میں بھی ثابت ہے، اور جب عادت یا نذریا قضاء کے موافق یہ دن آجائے تو پھر اس کا روزہ رکھا جاسکتا ہے اس کا بھی ثبوت حدیث میں ملتا ہے۔

تحفۃ المحتاج میں شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں: قولہ (جب عادت کے موافق آجائے) یعنی وہ ایک دن روزہ رکھتا اور ایک دن افطار کرتا تھا تو روزے والا دن جمعہ کے موافق آجائے، قولہ (یا نذر کے موافق آجائے الخ) اور اسی طرح جب شارع کے کہنے پر روزہ رکھا جائے اور وہ دن اس کے موافق آجائے مثلاً عاشوراء یا یوم عرفہ کا روزہ رکھنا۔ دیکھیں: تحفۃ المحتاج باب صوم التطوع جلد سوم۔

بھوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

(اور) جان بوجھ کر (صرف ہفتہ کے دن) کا روزہ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ عبد اللہ بن بشر اپنی بہن سے بیان کرتے ہیں :

(ہفتہ کے دن کا روزہ نہ رکھو لیکن جو تم پر فرض کیا گیا ہے) اسے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام حاکم کہتے ہیں یہ بخاری کی شرط پر ہے۔

اور اس لیے کہ یہودی اس دن کی تعظیم کرتے ہیں تو صرف ہفتہ کے دن کا روزہ رکھنے میں ان کی مشابہت ہے۔۔۔ (لیکن اگر یہ موافق ہو) یعنی جمعہ یا ہفتہ کے موافق آجائے (عادت کے موافق آجائے) مثلاً یوم عرفہ یا یوم عاشوراء کے موافق آجائے اور اس کی روزہ رکھنے کی عادت ہو تو اس میں کوئی کراہت نہیں، کیونکہ اس میں عادت موثر ہے۔

دیکھیں: کشف القناع باب صوم التطوع جلد دوم۔

جب مہینہ کی ابتداء میں شہر ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

اگر کسی کو مہینہ کی ابتداء میں شبہ ہووے تین دن کے روزے رکھے، اور اسے یہ اس لیے کرنا چاہیے تاکہ وہ نواوردس محرم کا یقینی روزہ رکھ سکے، دیکھیں: المنعی لابن قدامہ الصیام، صیام عاشوراء جلد سوم۔

اور جسے محرم کے مہینہ کے شروع ہونے کا علم ہی نہ ہو سکے اور وہ دس محرم کے بارہ میں احتیاط کرنا چاہے تو وہ ذوالحجہ کو تیس یوم کا شمار کرے۔ جیسا کہ قاعدہ بھی یہی ہے۔ پھر اسے نو اوردس محرم کا روزہ رکھنا چاہیے، اور جو کوئی نو تارخ کی بھی احتیاط کرنا چاہے اسے تین یعنی آٹھ، نو اوردس محرم کا روزہ رکھنا چاہیے، (لہذا اگر ذوالحجہ کا مہینہ ناقص یعنی انیس دن کا بھی ہوا تو یقیناً اس نے نو اوردس محرم کا روزہ بھی رکھ لیا) اور اس لیے کہ عاشوراء کا روزہ رکھنا مستحب ہے نہ کہ واجب لہذا لوگوں کو محرم کا چاند ضرور دیکھنے کا نہیں کہا جائے جس طرح کہ انہیں رمضان اور شوال کا چاند دیکھنا ضروری ہے۔

### عاشوراء کا روزہ کس چیز کا کفارہ بنتا ہے؟

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

سب صغیرہ گناہ کا کفارہ بنتا ہے، اور اس کی تقدیر یہ ہوگی کہ کبیرہ گناہوں کے علاوہ سب صغیرہ گناہوں کا کفارہ بنے گا۔

پھر اس کے بعد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

یوم عرفہ کا روزہ دو برس کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے اور یوم عاشوراء ایک برس کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے، اور جب اس کی آئین فرشتوں کی آئین کے موافق ہو جائے تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔۔۔

یہ سب مذکورہ اشیاء کفارہ بننے کے اہل ہیں لہذا اگر صغیرہ گناہ ہوں تو یہ ان کا کفارہ بن جاتی ہیں، لیکن اگر نہ تو کبیرہ گناہ ہوں اور نہ ہی صغیرہ ہوں تو پھر ان کی بنا پر نیکیاں لکھی جاتی اور درجات بلند کر دیے جاتے ہیں،۔۔ اور اگر صغیرہ گناہ نہ ہوں بلکہ کبیرہ ہوں تو ہم امید رکھتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں میں تخفیف کا باعث بنتے ہیں۔

دیکھیں: المجموع شرح المصذب صوم یوم عرفہ جلد سادس۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

وضوء و طہارت، نماز، اور رمضان المبارک، یوم عرفہ اور یوم عاشوراء کے روزے صرف صغیرہ گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں۔ دیکھیں الفتاویٰ الکبریٰ جلد سادس۔

### روزوں کے ثواب سے دھوکہ میں نہ رہا جائے:

بعض مغزور قسم کے لوگ عاشوراء یا یوم عرفہ کے روزے کے اجر و ثواب پر اعتماد کرتے ہوئے دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں، حتیٰ کہ ان میں سے بعض یہ کہتے ہیں: عاشوراء کا روزہ رکھنے سے سارے سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور یوم عرفہ کا روزہ رکھنے سے اجر و ثواب باقی رہتا ہے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

یہ مغزور اور دھوکہ میں پڑنے والا شخص یہ نہیں جانتا کہ رمضان المبارک کے روزے، اور پانچوں نمازیں تو یوم عرفہ اور عاشوراء کے روزوں سے بھی بڑھ کر عظمت رکھتے ہیں، اور یہ تو صرف ان کے مابین صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہیں جب کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے، لہذا رمضان رمضان تک، اور جمعہ جمعہ تک ان کے مابین گناہوں کا کفارہ اس وقت ہی ہوسکتا ہے جب

کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے تو پھر یہ سب کچھ قوی ہو کر صغیرہ گناہوں کی تکفیر کا باعث بنتے ہیں۔

اور کچھ مغرور یہ بھی گمان کرتے ہیں کہ ان کی اطاعت کے کام تو معصیت و گناہ سے زیادہ ہیں، کیونکہ وہ نافرمانی اور معصیت میں اپنا محاسبہ ہی نہیں کرتا اور نہ ہی وہ اپنے گناہوں کا خیال کرتا ہے، لیکن جب کوئی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے تو اسے شمار کر لیتا اور یاد رکھتا ہے، جس طرح کہ وہ لوگ جو اپنی زبان سے استغفار کرتا ہے یا پھر دن میں سو بار تسبیح کرتا ہے پھر وہ مسلمانوں کی غیبت اور چغلی بھی کرتا اور ان کی عزتیں بھی اچھالتا ہے اور سارا دن ایسی کلام کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا پسند ہی نہیں، تو یہ شخص اپنی ان تسبیحات اور استغفار کے فضائل تو ظاہر کرتا ہے لیکن وہ غیبت اور چغلی کرنے والوں اور جھوٹے اور کذاب لوگوں کی سزا و عقاب کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا کہ اس کی سزا کیا ہے یا اس طرح دوسری زبانی آفتوں کی سزائیں کیا ہیں؟ تو اس طرح یہ صرف اور صرف غرور اور دھوکہ کے علاوہ کچھ نہیں۔

دیکھیں: الموسوعۃ الفقہیۃ جلد نمبر (31) غرور۔

رمضان کی قضاء والے شخص کا عاشوراء کے دن روزہ رکھنا:

فقہاء کرام نے رمضان کی قضاء ادا کرنے سے قبل یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے کے حکم میں اختلاف کیا ہے:

احناف کے ہاں رمضان المبارک کی قضاء ادا کرنے سے قبل نفلی روزہ رکھنا جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں، کیونکہ قضاء فوراً واجب نہیں، لیکن مالکیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ ایسا کرنا جائز تو ہے لیکن اس میں کراہت ہے، کیونکہ ایسا کرنے سے قضاء میں تاخیر لازم ہوتی ہے۔

دسوقی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: جس کے ذمہ واجب روزہ رہتا ہو اسے نفلی روزہ رکھنا مکروہ ہے، مثلاً نذر والے یا جس کے ذمہ قضاء ہو یا کفارہ کا روزہ رہتا ہو، چاہے واجب روزے پر مقدم کیا جائے والی نفلی روزہ ہو یا غیر ہو کہ مثلاً عاشوراء اور نوذوالحجہ کا روزہ ہو راجح ہی ہے۔

اور خاندان کے ہاں قضاء رمضان سے قبل نفلی روزہ رکھنا حرام ہے اور اس وقت نفلی روزہ صحیح نہیں ہوگا اگرچہ ابھی قضاء کا وقت باقی بھی ہو، بلکہ یہ ضروری ہے کہ وہ فرضی کو شروع کرے تا کہ اس کی قضاء ادا کی جاسکے۔

دیکھیں: الموسوعۃ الفقہیۃ صوم التطوع جلد نمبر (28)۔

لہذا مسلمان شخص کو چاہیے کہ وہ رمضان المبارک کے بعد روزوں کی قضاء میں جلدی کرے تاکہ وہ بغیر کسی حرج اور تنگی کے یوم عرفہ اور عاشوراء کا روزہ رکھ سکے۔

اور اگر اس نے یوم عرفہ اور عاشوراء کا روزہ قضاء کی نیت سے بھی رکھا اور رات کو ہی روزہ رکھنے کی نیت کر لی تو یہ فرضی روزے کی قضاء سے کفایت کر جائے گا، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ بڑے فضل و کرم والا ہے۔

عاشوراء کی بدعات:

شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ سے مندرجہ ذیل سوال پوچھا گیا:

یوم عاشوراء میں جو لوگ سرمہ، غسل اور مہندی اور مصافحہ وغیرہ کرتے ہیں، اور دانے وغیرہ پکا کر خوشی و سرور کا اظہار کرتے ہیں کیا اس کے بارہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث وارد ہے یا نہیں؟

اور اگر اس بارہ میں کوئی بھی صحیح حدیث وارد نہیں تو کیا یہ سب کچھ کرنا بدعت ہے یا نہیں؟

اور ایک دوسرا گروہ اس دن غم و حزن اور ماتم اور پیاس اور نوحہ وغیرہ کا اظہار کرتا ہے اور مرثیہ پڑھتے ہیں اور گریبان چاک کرتے ہیں تو کیا اس کی کوئی دلیل اور اصل ملتی ہے یا نہیں؟  
توضیح الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ کا جواب تھا:

الحمد للہ رب العالمین :

سب تعریفات اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہی ہیں : اما بعد :

اس بارہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے اور نہ ہی صحابہ کرام سے ثابت ہے، اور نہ ہی مسلمان آئمہ کرام میں سے نہ تو آئمہ اربعہ اور نہ کسی دوسرے نے اسے مستحب قرار دیا ہے، اور نہ ہی با اعتماد کتب میں اسکے متعلق نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ ہی صحابہ کرام میں سے کسی ایک کی روایت مروی ہے بلکہ تابعین کرام سے بھی کوئی صحیح بلکہ ضعیف حدیث بھی مروی نہیں، نہ تو کتب سنن میں اور نہ ہی کتب صحاح اور مسانید میں کوئی روایت ملتی ہے۔

اور قرون فاضلہ (افضل اور بہتر ادوار) میں یہ اشیاء معروف تک نہ تھیں اور نہ ہی کوئی اسے جانتا ہی تھا، لیکن بعض متاخرین نے اس بارہ میں کچھ احادیث روایت کی ہیں مثلاً :

یہ روایت کیا جاتا ہے کہ : جس نے یوم عاشوراء کو سرمہ ڈالا اس برس اس کی آنکھ خراب نہیں ہوگی یعنی اسے آشوب چشم نہیں ہوگی، اور جو شخص یوم عاشوراء میں غسل کرے گا اس برس اسے کوئی بیماری لاحق نہیں ہوگی۔ اس طرح کی احادیث روایت کی جاتی ہیں۔

اور ایک موضوع حدیث میں یہ بھی روایت کرتے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ جھوٹ باندا ہی گئی ہے :

جس نے اپنے گھروالوں کے لیے یوم عاشوراء میں وسعت کی اللہ تعالیٰ اس پر سارا سال ہی وسعت کرے گا۔

تو اس طرح کی جتنی بھی احادیث ہیں وہ سب کی سب جھوٹ اور کذب بیانی پر مشتمل ہیں۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے ابتدائی ایام میں ہونے والے فتنوں اور مقتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کی وجہ سے مختلف گروہوں نے جو کچھ کیا اس کا خلاصہ ذکر کرتے ہوئے کہا ہے :

لہذا ایک گروہ تو بالکل جاہل اور ظالم ہو گیا : یا تو وہ گروہ منافق اور ملحد ہے یا پھر گمراہ اور خواہشات کا غلام ہے وہ اپنی ممالات اور دوستی ظاہر کر رہا ہے، اور اہل بیت کی ممالات اور محبت میں یوم عاشوراء کو ماتم اور غم و پریشانی اور نوحہ کا دن بنا لیتا ہے، اس میں جاہلیت کا ماتم رنسا رہینا اور گریبان چاک کرنا اور جاہلیت کی تعزیت کے شعار اور علامات کا اظہار کرتا ہے، تو اس طرح اہل ضلال اور گمراہ لوگوں کے لیے شیطان نے مزین کر کے یوم عاشوراء کو ماتم کا دن بنا کر رکھ دیا ہے اور اس میں وہ جو کچھ مرثیہ اور نوحہ اور غم و حزن کے قصیدے پڑھتے ہیں اسے بھی شیطان نے ان کے لیے مزین کر دیا ہے، اور اسی طرح ایسی روایات اور قصے بیان کرتے ہیں جو سراسر کذب بیانی اور جھوٹ پر مبنی ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ملتی، اس میں تعصب اور غم کی تجدید اور جنگ و جدال اور مسلمانوں کے مابین حسد و بغض اور فتنہ پھیلانے اور سابقین الاولین پر سب و شتم کے علاوہ سچ والی کوئی بات نہیں۔

اور ان لوگوں کا اسلام کو نقصان و ضرر اور اسے شہ پھانا فصیح الکلام شخص تو شمار ہی نہیں کر سکتا، یہ لوگ یا تو متعصب نواصب لوگوں سے جو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل بیت کے بارہ میں تعصب کرتے ہیں سے تعلق ہے، یا پھر ان کا تعلق ان جاہل قسم کے لوگوں سے ہے جو فساد کا مقابلہ بھی فساد اور جھوٹ کا مقابلہ جھوٹ، اور شر کے مقابلہ میں شر اور بدعات کے مقابلہ



میں بدعات کرتے ہیں، لہذا انہوں نے اس سلسلے میں یوم عاشوراء میں فرحت و سرور اور خوشی منانے کے آثار و وضع کیے اور گھڑ لیے جیسا کہ اس دن سرمرہ اور خضاب وغیرہ لگانا اور اہل و عیال پر دل کھول کر خرچ کرنا، اور عام عادت سے ہٹ کر خاص قسم کے کھانے پکانا، اور اس طرح کے دوسرے کام جو خاص تہواروں اور عیدوں اور خوشی کے موقع پر کیے جاتے ہیں، تو اس طرح ان لوگوں نے یوم عاشوراء کو ایک تہوار اور خوشی کا موقع بنا لیا ہے۔

لیکن اس کے مقابلہ میں دوسرا گروہ اس دن ماتم غم اور حزن اور پریشانی کا اظہار کرتا ہے، اور یہ دونوں گروہ ہی غلط ہیں اور سنت سے خارج ہیں، اگرچہ وہ لوگ (ماتم کرنے والے) قصد اور ارادہ کے اعتبار سے بہت برے اور جاہل اور زیادہ ظالم ہیں، نہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ ہی ان کے خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے عاشوراء کے دن یہ کچھ کرنا مسنون ہے، نہ تو غم اور پریشانی اور ماتم کی علامات کا اظہار، اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ اس دن خوشی و سرور اور فرحت کا اظہار کیا جائے۔

اور سارے معاملات: مثلاً عمومی عادت سے ہٹ کر کھانے تیار کرنا، یا تودانے وغیرہ پکانا یا پھر نیا لباس زیب تن کرنا یا خرچہ میں وسعت کرنا اور دل کھول کر خرچ کرنا، یا سال بھر کی ضروریات اس دن خرید لینا، یا کوئی خاص عبادت کرنا مثلاً اس دن کے ساتھ کوئی خاص نماز ادا کرنا، یا جانور وغیرہ ذبح کرنا یا پھر قربانی کا گوشت زخیرہ کرنا کہ اس کے ساتھ دانے پکائے جائیں، یا سرمرہ اور خضاب وغیرہ لگانا، یا غسل اور مصافحہ کرنا، یا آپس میں ایک دوسرے کی زیارت کرنا، یا مساجد اور میدانوں وغیرہ کی زیارت کرنا۔

یہ سب کچھ برائی اور بدعات میں شامل ہوتا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسنون اور ثابت نہیں، اور نہ ہی خلفاء راشدین سے اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے، اور نہ ہی مسلمان آئمہ کرام میں سے کسی ایک نے اسے مستحب قرار دیا ہے، نہ تو امام ثوری، نہ ہی لیث بن سعد اور نہ ہی امام ابوحنیفہ، اور امام اوزاعی اور نہ ہی امام شافعی اور امام احمد بن حنبل نے نہ ہی امام اسحاق بن راہویہ اور اسی طرح دوسرے کسی امام نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔ دیکھیں: فتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیہ۔

اور ابن حاج رحمہ اللہ تعالیٰ نے عاشوراء کی بدعات ذکر کرتے ہوئے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ: زکاۃ کی ادائیگی میں جان بوجھ تاخیر یا تقدیم کرنا کہ عاشوراء کے دن زکاۃ ادا کی جاسکے، اور اس دن کو مرغی ذبح کرنے اور عورتوں کے لیے مندی کے استعمال کے لیے خاص کرنا بھی بدعات میں شامل ہیں۔ دیکھیں: المدخل جلد اول یوم عاشوراء۔

آخر میں ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہونے والا بنائے اور ہماری موت ایمان پر لائے، اور ہمیں اپنی رضامندی اور محبوب کام کرنے کی توفیق سے نوازے۔

ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے ذکر اور شکر بہتر طریقہ سے عبادت پر ہماری مدد و تعاون فرمائے اور ہمیں متقی و پرہیزگاروں میں سے بنائے، اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔